Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

جلد ۳۵/۷۰ ، نمبر ۱۶۵ ، سوموار ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ ، ۲۰ وفا ۱۳۶۰ ہش ، ۲۰ جولائی ۱۹۸۱ء

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۲۵۴ ، ٹیلیفون: ۴۴۹ ، قیمت: ۵۵ پیسے

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: ۱۸ وفا/جولائی - سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی خدمت میں اسلام آباد سے آمدہ ۱۷ جولائی (دس بجے شب) کی اطلاع مظہر ہے:

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ"

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کو صحت و سلامتی اور خیر و عافیت سے رکھے اور ہمیشہ ہی روح القدس سے حضور کی تائید و نصرت فرماتا

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:

"طبیعت بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے"

احباب جماعت خاص توجہ سے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین۔

برما کے ایک مخلص نوجوان کی وفات

محترم پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ برما کی طرف سے یہ افسوسناک خبر ملی ہے کہ ہمارے ایک نہایت مخلص نوجوان یحییٰ صاحب جنہوں نے ربوہ سے بی اے پاس کیا تھا۔ ۲۱ جون ۱۹۸۱ء کو وفات پا گئے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط

مرحوم نے اپنے پیچھے تین لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ان کا حامی و ناصر ہو آمین

(وکالت تبشیر)

رمضان المبارک اور روزوں کے بارے میں بابرکت ارشادات

حالتِ سفر یا بیماری میں روزہ رکھنا معصیت ہے

رمضان کے ایام میں اسلام اور سلسلہ کی ترقی اور کامیابی کیلئے دعائیں کرو

ارشاد سیدنا حضرت اقدس:

"اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ اس لیے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہیئے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالتِ سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور میں نے روزہ نہیں رکھا۔"

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴)

ارشاد سیدنا حضرت المصلح الموعود:

ان ایام میں خصوصیت سے دعائیں کرو اور صرف اپنے نفس کو ہی مدنظر نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ اسلام اور سلسلہ کی ترقی اسلام اور سلسلہ کی کامیابی کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں ہم اس وقت ایک جنگ میں ہیں اور جنگ کے موقع پر شخصی ضرورتوں کو قومی ضرورتوں پر قربان کر دیا جاتا ہے جس طرح جنگ کے موقعہ پر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کسی کا اکلوتا بیٹا ہے یا دس پانچ بلکہ قوم کی خاطر قربانی کا سوال ہوتا ہے اسی طرح آج اسلام کی عظمت کا سوال ہے۔ اسلام کی خدمت کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲ مارچ ۱۹۲۸ء)

ارشاد سیدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز:

"میں اپنی جماعت کے تمام مردوں اور عورتوں جوانوں اور بوڑھوں سے کہتا ہوں کہ تم اپنے درختِ وجود یعنی ایمان کے درختوں کی نشوونما کے جو بھی سامان اور ذرائع ماہ رمضان میں دیکھو ان سے فائدہ اٹھانے کی ہر ممکن کوشش کرو تا اللہ تعالیٰ کے فضل سے تم بھی خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(الفضل ۵ نومبر ۱۹۷۲ء)

روزے کا مقصد انسان کو روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچانا ہے

محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کے خطبہ جمعہ کا ملخص

ربوہ - ۱۷ وفا/جولائی - آج یہاں مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی ہدایت پر محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے پڑھائی اور خطبہ جمعہ دیا۔

آپ نے آیت قرآنی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ

(البقرہ: ۱۸۴)

کی تفسیر کرتے ہوئے ماہ صیام کی فضیلت اور روزوں کی اہمیت اور فرضیت کے بارے میں بتایا۔ آپ نے بتایا کہ روزے اس لیے فرض کئے گئے ہیں تاکہ انسان کو روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچایا جا سکے اور تقویٰ کی راہ پر چلایا جا سکے آپ نے بتایا کہ تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ کبائر اور صغائر ہر قسم کے گناہوں سے بچا جائے اور انسان زندگی میں گناہوں سے اس طرح بچ بچ کر چلے جس طرح کسی کانٹے دار جنگل میں سے گذر رہا ہو۔ آپ نے روزے کی فرضیت اور اہمیت کے بارے میں سیدنا حضرت اقدس کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ

باقی صفحہ ۸ پر

مسجد دارالذکر لاہور میں رمضان المبارک میں درس القرآن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی حسب سابق رمضان المبارک میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے زیر اہتمام ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ درس القرآن کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مرکز سے علمائے کرام تشریف لا کر درس دیتے ہیں۔ درس درج ذیل پروگرام کے مطابق جاری ہے۔

پہلا جمعہ:	مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر
دوسرا جمعہ:	" مولانا دوست محمد صاحب شاہد
تیسرا جمعہ:	" بشارت احمد صاحب بشیر
چوتھا جمعہ:	" مولانا عبدالمالک خان صاحب

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کے درس سے استفادہ کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کریں۔

(عبدالمالک نمائندہ خالد و تشحیذ الاذہان لاہور)

پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: سید عبدالحی مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

۲۰ وفا ۱۳۶۰ ہش

رحمتِ خداوندی کی بے انداز وسعت کا ایک خاص پہلو

اللہ تعالیٰ نے اپنی جن دو صفات کا قرآن مجید میں بار بار ذکر کیا ہے وہ اس کا الرحمٰن اور الرحیم ہونا ہے۔ یعنی وہ بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ وہ کیوں نہ ایسا ہو جبکہ اس نے رحمت کرنا اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ خود اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (الانعام آیت ۱۳)

ترجمہ:۔ اُس (یعنی اللہ) نے اپنی ذات کے لئے مہربان ہونا فرض کر رکھا ہے۔

پھر اُس کی رحمت کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ اُس کی رحمت نے بلا استثناء ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ کوئی ایک شے بھی ایسی نہیں جو اُس کی رحمت کے احاطہ بے پایاں سے باہر ہو۔ اپنی رحمت کی اِس بے انداز وسعت کا بھی اس نے خود ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف آیت ۱۵۷)

ترجمہ:۔ اور میری رحمت تو ہر چیز پر محیط ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بے انتہاء وسیع ہونے کا ذکر وہ فرشتے بھی ہر آن کرتے رہتے ہیں جنہوں نے اس کے فرش کو اٹھایا ہوا ہے۔ ان کے اس ذکر کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی ایک آیت میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرشتے رحمتِ خداوندی کی بے انداز وسعت کا جن الفاظ میں ذکر کرتے ہیں وہ یہ ہیں:

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا (المومن آیت ۸)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ہر ایک چیز کا تو نے اپنی رحمت اور علم سے احاطہ کیا ہوا ہے۔

رحمتِ بے پایاں کے ایک بنیادی تقاضے کے طور پر ہی وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطائیں معاف فرماتا ہے (الشوریٰ آیت ۲۶) وہ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے (المومن آیت ۴) اسی لئے وہ اپنے خطاکار بندوں سے کہتا ہے اے میرے بندو! جنہوں نے گناہ کر کے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے کیونکہ وہ بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (الزمر آیت ۵۴) اور حقیقی توبہ کرنے والے کے سارے کے سارے گناہ بخشتا بھی اس طرح ہے کہ اسے ایسا کر دیتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ کتاب الزھد وذکر التوبہ)

اللہ تعالیٰ گناہوں سے سچی توبہ کرنے والوں کو ہی اپنی رحمتِ بے پایاں کا مورد نہیں بناتا بلکہ وہ تو ان لوگوں کو بھی جو گناہوں کا ارتکاب کرتے اور توبہ کی طرف مائل نہ ہو کر اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا لیتے ہیں رحمت کے سلوک سے یکسر محروم نہیں رکھتا وہ ان پر اس طرح رجوع برحمت ہوتا ہے کہ انہیں بلا توقف ہی نہیں پکڑتا بلکہ انہیں ڈھیل پر ڈھیل دیتا ہے اور غرض ڈھیل دینے سے یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی بداعمالیوں اور ستم رانیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو مستحق عذاب بنا لیا ہے۔ توبہ کر کے اور مظالم سے باز آ کر اپنے آپ کو عذاب سے بچا لیں اور اس طرح عذاب کی بجائے اس کی رحمت کے مورد بنیں۔ ان گنہگاروں، ظالموں اور اللہ کے پیاروں کی تکذیب و تعذیب کرنے والوں کے ساتھ (جو اپنے آپ کو مستحق عذاب بنا لیتے ہیں) رحمت کے اس سلوک کا کہ اللہ انہیں ایک لمبے عرصہ اور زمانہ تک ڈھیل پر ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے۔ اس نے قرآن مجید میں بار بار ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی رحمت کے اس خاص پہلو کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

(۱) وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً ۚ وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

(النحل آیت ۶۲)

ترجمہ:۔ اور اگر اللہ (کی سنت ہوتی کہ وہ) لوگوں کو ان کے (ارتکاب) ظلم پر (فوراً) پکڑ لیتا (اور توبہ کے لئے مہلت نہ دیتا) تو وہ اس (زمین) پر کسی جاندار کو زندہ نہ چھوڑتا۔ مگر (اس کی سنت ہے کہ) وہ (اصلاح کے لئے) انہیں ایک معین وقت تک مہلت دیتا (چلا جاتا) ہے۔ پھر جب ان (کی سزا) کا وقت آ جاتا ہے تو وہ نہ تو ایک گھڑی پیچھے رہ (کر بچ) سکتے ہیں اور نہ ہی (اس سے) آگے نکل (کر بچ) سکتے ہیں۔

(۲) وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ تَجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝ (الکہف آیت ۵۹)

ترجمہ:۔ اور تیرا رب بہت ہی بخشنے والا (اور بہت ہی) رحمت کرنے والا ہے۔ اگر وہ ان کے (بُرے) اعمال کی وجہ سے انہیں ہلاک کرنا چاہتا تو وہ ان پر فوراً عذاب نازل کر دیتا۔ (مگر وہ ایسا نہیں کرتا) بلکہ ان کے لئے ایک میعاد مقرر ہے جس سے بچ کر وہ ہرگز کہیں پناہ حاصل نہ کر سکیں گے۔

(۳) وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ (فاطر آیت ۴۶)

ترجمہ:۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کی کرتوتوں کی وجہ سے پکڑنا شروع کر دیتا تو زمین کی سطح پر کسی جاندار کو زندہ نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ ان کو ایک مدت تک ڈھیل دیتا ہے۔ پھر جب ان کی مقررہ مدت پوری ہو جاتی ہے تو (ثابت ہو جاتا ہے کہ) اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا تھا۔

الغرض رحمت خداوندی کی بے انداز وسعت کا یہ ایک خاص پہلو ہے کہ وہ گناہوں کا بے دھڑک ارتکاب کرنے والوں، کمزوروں کے حقوق دبا کر ان پر ظلم ڈھانے والوں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مقدس و پیارے خاص بندوں کی اہانت کے مرتکب ہو کر انہیں انسانیت سوز مظالم کا تختہ مشق بنانے والوں کو ان کے مستحق عذاب بن جانے کے باوجود فوراً ہی موردِ عذاب نہیں بناتا وہ اپنی رحمت بے پایاں کے تقاضے کے طور پر انہیں ایک لمبے عرصہ تک ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے۔ اور اس طرح انہیں ایک طویل موقعہ عطا کرتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں اور مظالم سے باز آ کر اس کے عذاب سے بچ جائیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ معدودے چند کے سوا ایسے لوگ بالعموم ڈھیل کے زمانہ سے فائدہ اٹھانے کی بجائے گناہوں اور ظلم کے ارتکاب میں اور زیادہ بڑھتے چلے جاتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ اگر خدا نے ہمیں ہماری بداعمالیوں اور ستم رانیوں پر پکڑنا ہوتا۔ تو وہ سزا دینے میں دیر نہ کرتا، اپنے اس گمان کے تحت وہ گناہوں اور ظلم کے ارتکاب میں اور زیادہ دلیر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آخر ڈھیل کی مقررہ میعاد جس کا علم بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہوتا پوری ہو جاتی ہے اور وہ ایک ہولناک عذاب کی زد میں آئے بغیر نہیں رہتے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے غافل اور بداندیش گناہگاروں اور ظلم ڈھانے والوں کی نفسیات پر بھی قرآن مجید میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کا ذکر ہم کسی آئندہ شمارہ میں کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق۔

فطرانہ کے سلسلہ میں ضروری وضاحت

نظارت بیت المال کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ امسال فطرانہ کی شرح -/۴ روپے فی کس مقرر کی گئی ہے جو جملہ افرادِ خاندان کی طرف سے ادا کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں وضاحت کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو دوست استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ نصف صاع گندم یعنی -/۲ روپے فی کس کے حساب سے بھی ادا کر سکتے ہیں۔

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسائل رمضان

دارالافتاء - ربوہ

اعتکاف کی اہمیت :-

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا :-

القی نفسہ بین یدی الرحمن فقال واللہ لا ابرح حتی ترحمنی -

(درمنثور)

یعنی معتکف کلی طور پر اپنے آپ کو خدا کے حضور میں ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا مجھے تیری ہی قسم میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ یہاں تک کہ تو مجھ پر رحم فرمائے۔

نیز فرمایا :-

مَن اعتکف یوماً ابتغاء وجہ اللہ جعل اللہ بینہ وبین النار ثلاث خنادق ابعد مما بین الخافقین۔

(درمنثور)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن اعتکاف بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں بنا دے گا جن کے درمیان مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہوگا۔

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی المعتکف ھو یعتکف عن الذنوب ویجری لہ من الحسنات کعامل الحسنات کلھا۔ (ابن ماجہ)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اس ان نیکیوں کا بدلہ جو اس نے اعتکاف سے پہلے بجالائی تھیں اسی طرح ملتا رہتا ہے۔ جیسا کہ وہ اب بھی انہیں بجالا رہا ہے۔

مسائل اعتکاف :-

سوال :- کیا یہ جائز ہے کہ جامع مسجد کے سوا کسی قریبی مسجد میں اعتکاف بیٹھا جائے؟

جواب :- صحت اعتکاف کے لئے ضروری شرط ایسی مسجد ہے۔ جسمیں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ قریباً سارے ائمہ اس رائے پر متفق ہیں۔

سوال :- کیا ایسی جگہ جہاں مسجد نہ ہو گھر میں اعتکاف بیٹھا جاسکتا ہے؟

جواب :- جب باقاعدہ مسجد میسر نہ آئے۔ مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کے حالات کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے۔

سوال :- کیا عورت گھر میں خلوت والی جگہ میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟

جواب :- اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کے لئے رہائش کا معقول انتظام نہیں تو عورت گھر میں ایک خاص جگہ مقرر کرکے وہاں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔ ہر احمدی گھرانے میں جہاں تک ممکن ہو سکے ایک ایسی جگہ ہونی چاہیئے جو مسجد البیت (گھر کی مسجد) کے طور پر ہو۔ گھر کی عورتیں وہاں نماز پڑھیں اور مروسنتیں اور نوافل وغیرہ ادا کریں اور مشکلات کے موقع پر وہاں خلوت گزیں ہو کر دعائیں کی جائیں۔ یہ طرز عمل بڑی برکات کا موجب ہے۔ اور صحابہؓ کا اکثر اس کے مطابق عمل تھا۔

سوال :- کیا بوڑھے آدمی کیلئے جس کیلئے روزہ رکھنا مشکل ہے۔ بغیر روزے کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے؟

جواب :- عام حالات میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ (ابوداؤد)

آیت کریمہ :-

"ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ"

کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی صحابی کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے ابن عباسؓ۔ حضرت ابن عمرؓ اور ائمہ میں سے امام مالکؒ۔ امام ابوحنیفہؒ امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگان کی بھی یہی رائے ہے۔ اس کے برعکس حسن بصریؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اعتکاف کے لئے روزہ کو شرط نہیں مانتے۔ یہ بزرگ اپنی رائے کی تائید میں روایت پیش کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ میں نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی کیا میں نذر پوری کروں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک رات اعتکاف میں گزاری۔ (بخاری)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کیلئے روزہ ضروری نہیں۔ کیونکہ رات کو روزہ کے نہیں رکھتے۔ اسی بناء پر ان ائمہ کے نزدیک دو گھڑی کا بھی اعتکاف جائز ہے۔

(نیل الاوطار)

سوال :- اعتکاف کے دوران کیا انسان رات کو مسجد میں چارپائی بچھا کر سو سکتا ہے؟

جواب :- اعتکاف کے دنوں میں ضرورت پڑنے پر مسجد کے کسی کونے میں یا کسی اور مناسب جگہ میں چارپائی بچھا کر سونا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ ایسا کرنے سے مسجد میں نماز پڑھنے والوں کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ حدیث میں آتا ہے :-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اعتکف طُرِح لہ فراشہ ویُوضع لہ سریرہ وراء استوانۃ التوبۃ۔

(ابن ماجہ)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف شروع فرماتے تو آپؐ کے لئے بستر بچھایا جاتا اور ایک ایسے ستون کی اوٹ میں آپؐ کی چارپائی بچھائی جاتی جس کا نام توبہ کا ستون تھا۔ (ایک مشہور واقعہ کی وجہ سے اس ستون کا نام استوانۃ التوبہ پڑ گیا تھا۔)

سوال :- حدیث میں آتا ہے کہ معتکف حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ حوائج ضروریہ سے کیا مراد ہے؟

جواب :- حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

کان لا یدخل البیت الا لحاجۃ الانسان اذا کان معتکفا۔

(مسلم)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔

انسانی حاجت سے مراد کیا ہے۔ اس کا مفہوم بیت الخلاء جانا ہے۔ اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر محلہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے ان کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دعا میں شامل ہونے۔ بال کٹوانے۔ کھانا کھانے سوائے اس کے کہ مجبوری ہو مثلاً گھر سے کھانا لانے والا کوئی نہ ہو۔ نماز جنازہ پڑھنے۔ کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے یا جنازہ میں شمولیت کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلی انقطاع کی کیفیت اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

سوال :- اعتکاف سے متعلق مشہور ہے کہ شاذ و نادر حالات کے سوا معتکف مسجد سے باہر نہ جائے۔ شاذ و نادر حالات کی مثال قضائے حاجت کے لئے باہر جانا ہے۔ یا عدالت میں کسی ضروری شہادت کی غرض سے جس میں التواء کی صورت نقصان دہ ہو یا بعض نے جنازہ کے لئے بھی اجازت دی ہے یہ پابندی نہ ہو تو اعتکاف کی غرض و غایت مفقود ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض بزرگ ان پابندیوں کی پرواہ نہیں کرتے اور بعض تو دفتر میں جاکر اپنا دفتری کام بھی کر لیتے ہیں۔ صحیح صورت حال کی وضاحت کی جائے؟

جواب :- کلی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے۔ نہ بیمار کی عیادت کے لئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے باہر جاسکتا ہے۔ اور حوائج ضروریہ سے مراد بیت الخلاء جانا ہے۔

(ابوداؤد)

تاہم بعض فقہا نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے۔ بعض اور ضرورتوں کے لئے بھی معتکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ کیونکہ

ل :- ممانعت کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صریح ارشاد موجود نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ب :- اعتکاف کا لغوی مفہوم صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان عبادت کی نیت سے مسجد میں کچھ عرصہ کے لئے بیٹھ رہے۔

ج :- بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیش نظر بھی مسجد سے باہر جاسکتا ہے مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آپؐ سے ملنے گئیں اور دیر تک آپؐ سے باتیں کرتی رہیں۔ اور جب واپس ہوئیں تو آپؐ انہیں گھر تک پہنچانے آئے۔ حالانکہ گھر مسجد سے کافی دور تھا۔ (ابوداؤد)

د :- جس امر کے جائز ہونے کا ائمہ میں سے کوئی امام قائل ہو اس کے متعلق اصول یہ ہے کہ ضرورت اور مجبوری کے حالات میں اسے اختیار کرنا عملی تکمیل، روحانی ترقی اور ثواب کے منافی نہیں۔ سابقہ ائمہ میں سے جو لوگ اس قسم کے استثناء اور ضرورت کے لئے مسجد سے باہر آنے کے جواز کے قائل ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت علیؓ، سعید بن جبیرؓ، قتادہؓ، ابراہیم نخعیؒ، حسن بصریؒ اور امام احمدؒ (اوجز المسالک)

پس جو لوگ اپنے بعض ضروری کاموں کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کا عین سنت کے مطابق اعتکاف نہیں بیٹھ سکتے وہ ان دلائل کے پیش نظر دوسرے درجہ کے اس اعتکاف شامل ہو سکتے ہیں تاکہ ثواب سے وہ بکلی محروم نہ رہیں۔ ایسی صورت میں وہ اعتکاف کی نیت کرتے وقت اپنے بعض ضروری کاموں کے لئے مسجد سے باہر جانے کا استثناء کر سکتے ہیں۔

حضرت اقدس اور حضرت مصلح موعود کے ان ارشادات کا تعلق بھی غالباً اسی دوسرے درجہ کے اعتکاف سے ہے جن میں بعض دوسری ضروریات کے لئے مسجد سے باہر جانے کی اجازت کا ذکر ہے۔

سوال :- کیا اعتکاف کی صورت میں کالج میں درس و تدریس کے لئے جانا جائز ہے؟

جواب :- بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجا آوری ضروری ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیش نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بھی بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

اعتکاف کے لغوی معنے یہ ہیں کہ انسان ثواب اور عبادت سمجھ کر کچھ دیر کے لئے مسجد میں مقیم رہے اس لئے عبادت کی نیت سے چند منٹ کا قیام بھی اعتکاف ہوگا۔ لیکن مسنون اعتکاف جو رمضان کے آخری عشرہ میں اختیار کیا جاتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ضروری یا طبعی حوائج کے علاوہ باقی کسی وجہ سے بھی مسجد سے باہر نہ نکلے اور ضروری حوائج میں کالج آکر سبق سننا شامل نہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔

السنة علی المعتکف
ان لا یعود مریضاً ولا
یشهد جنازة ولا یمس
امرأة ولا یباشرها
ولا یخرج لحاجة إلا
لابد منه ولا اعتکاف
الا بصوم ولا اعتکاف
الا فی مسجد جامع۔

(ابوداؤد)

اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:-

ان کنت لادخل البیت
للحاجة والمریض فیه
فما اسأل عنه الا وانا
مارة۔

(ابن ماجہ)

یعنی معتکف یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے۔ جنازہ میں شامل نہ ہو۔ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے۔ مسجد سے انسانی حوائج پیشاب، قضائے حاجت وغیرہ کے سوا باہر نہ جائے۔ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے اسی طرح اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھنا چاہیئے جہاں نماز باجماعت ہوتی ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب بھی قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی (ٹھہرنے کو روا نہیں سمجھتی تھیں)

حضرت اقدس نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اس کا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے

سوال :- اعتکاف کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب :- مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے مطابق ہو اور جو حدیثوں سے ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپؐ مسجد میں روزہ سے گذارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

یہ مکمل اور سنت کے مطابق اعتکاف ہے۔ لیکن اگر کوئی اس کے لئے اپنے حالات کے اعتبار سے گنجائش نہ پائے تو اس میں کمی کی جاسکتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی پورا عشرہ نہ بیٹھ سکے تو وہ حسب گنجائش ۹ دن، ۸ دن، ۷ دن اور اس سے بھی کم دن اعتکاف بیٹھ لے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور سے ایسا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا تو اپنا وقت مسجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف کر کے اپنی کوشش کے مطابق اعتکاف کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو پورا سارا دن اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکتے تو انہیں جتنی گھڑیاں مسجد میں عبادت میں میسر آسکتی ہیں ان کی سعادت کا موجب ہوں گی۔

ائمہ سلف نے ان حالات میں ایسی رعائتوں کی تصریح کی ہے اور اعتکاف کے جذبہ کو قوی رکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کے پہلو کو ترجیح دی ہے۔

سوال :- کیا حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہ ہو تو معتکف دور بھی جاسکتا ہے؟

جواب :- حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہیں ہے تو دور فاصلہ پر بھی جاسکتے ہیں۔ لیکن فراغت کے بعد فوراً مسجد میں واپس آجائیں۔

سوال :- کیا معتکف جماعتی میٹنگ یا جماعتی کاموں کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے؟

جواب :- جہاں تک ممکن ہو حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور کام کے لئے مسجد سے باہر نہ جائے۔ ورنہ مسنون اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔ ہاں وقتی اعتکاف یعنی مسجد کی عبادت کا ثواب میسر آسکتا ہے۔

سوال :- کیا کھانا کھانے کے لئے معتکف گھر جاسکتا ہے یا بازار سے کھانا لا سکتا ہے؟

جواب :- اگر کھانا لانے کا کوئی انتظام بہولت نہ ہو سکے تو گھر سے کھانا لایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بازار سے بھی۔

سوال :- اگر مسجد میں غسل کا انتظام نہ ہو تو کیا غسل کے لئے گھر جاسکتے ہیں؟

جواب :- اگر پہلے سے بطور نیت غسل کو حوائج ضروریہ میں شامل کر لیا جائے تو اس کے لئے گھر جاسکتا ہے۔ وضو اور ضروری غسل تو پہلے ہی حوائج ضروریہ میں شامل ہے۔ اس مقصد کے لئے مسجد سے باہر آسکتا ہے۔

سوال :- کیا اعتکاف کی حالت میں مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا اور بال کٹوانا درست ہے۔ کیا اس سے آداب مسجد میں کوئی حرج تو لازم نہیں آتا؟

جواب :- اعتکاف کی حالت میں بال کٹوانے اور حجامت بنوانے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ مسجد کے اندر ناپسند کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ امر مسجد کے احترام اور اس کے آداب کے خلاف ہے۔ اکثر علماء امت کا یہی مسلک ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالکؒ کی شرح اوجز مالک میں لکھا ہے:-

ویکرہ حلق الراس فیه
مطلقاً ای معتکفاً کان
او غیر معتکف وذالك
لحرمة المسجد۔

(اوجز المسالک)

یعنی مسجد میں بال کٹوانا ناپسندیدہ ہے۔ یہ ممانعت مسجد کے احترام کے پیش نظر ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کیونکہ حجامت بنوانا منافی اعتکاف نہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت اعتکاف میں جب بالوں میں کنگھی کرنی ہوتی تو آپ اپنا سر مسجد سے باہر کر دیتے اور حضرت عائشہؓ جو اپنے حجرہ میں ہوتیں آپؐ کو کنگھی کر دیتیں۔

حضرت اقدس نے ایک سوال کہ معتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں کے جواب میں فرمایا:-

"سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے۔"

(بدر ۲۱ فروری ۱۹۰۷ء)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:-

لا باس بان یبیع ویبتاع
فی المسجد من غیر ان
یحضر السلعة۔

(ص ۱۹۱ جلد اول)

مسجد میں سامان کو لائے بغیر خرید و فروخت کی گفتگو کر سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

اعتکاف کے لئے بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو قبولیت دعا کا وقت بتانے کے لئے باہر نکلے تھے مگر اس وقت دو آدمی آپس میں لڑتے ہوئے آپؐ نے دیکھے تو فرمایا کہ تم کو دیکھ کر مجھے وہ وقت بھول گیا ہے مگر اتنا فرما دیا کہ ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں یہ وقت ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ ان راتوں کے علاوہ بھی یہ وقت آتا ہے مگر رمضان کی آخری راتوں میں قبولیت دعا کا خاص وقت ہوتا ہے۔

حضرت اقدس نے اپنے تجربہ کی بنا پر فرمایا کہ ستائیسویں کی رات کو یہ وقت ہوتا ہے۔"

(الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۱۴ء)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳

احتساب اور محتسب ـــ تاریخ کی روشنی میں

(مکرم سید سجاد احمد صاحب ۲/۲۷ دارالرحمت شرقی ربوہ)

چونکہ محتسب کی ذمہ داریاں گوناگوں تھیں اور اس کا دائرہ اختیار و طریق کار مشکلات سے پُر تھا۔ اس لئے ہر کام کی بذات خود نگرانی نہ کر سکنے کی صورت میں اسے اس بات کا بھی اختیار تھا کہ وہ اپنے نمائندے مقرر کرے جو ہر پیشہ کے واقف کار ہوتے تھے اور ہر مقام پر اس کی نمائندگی کے فرائض انجام دینے کے اہل ہوتے تھے۔ گو محتسب۔ قاضی اور شرطہ (پولیس) کی ذمہ داریاں کسی قدر الگ الگ تھیں لیکن ان کے درمیان اشتراک ہوا کرتا تھا پھر بھی محتسب کو قاضی کا اہل کار ہی سمجھا جاتا تھا اور شرطہ (پولیس) کا محکمہ بھی قاضی کے ماتحت تھا لیکن شرطہ اور محتسب میں فرق یہ تھا کہ شرطہ خالص دنیوی منصب تصور کیا جاتا تھا جبکہ محتسب دنیوی امور کے ساتھ ساتھ دینی امور کی بھی دیکھ بھال کرتا تھا۔

(الماوردی۔ الاحکام السلطانیہ مطبوعہ مصر ۱۹۶۶ء)

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء علوم الدین میں لکھا ہے کہ عمل احتساب کا اجر تدریجاً ہونا چاہیئے۔ (تہذیب علوم احیاء الدین للغزالی ۳۳۸)

محتسب کو چاہیئے کہ وہ صرف انہی منکرات پر گرفت کرے جن کا برملا ارتکاب کیا جا رہا ہو۔ خواہ مخواہ تجسس میں نہ پڑے اسے نہ تو لوگوں کے گھروں میں کان لگا کر یہ پتہ چلانے کی ضرورت ہے کہ اس میں گانا بجانا ہو رہا ہے یا نہیں اور نہ کسی کے گھر سے شراب کی بو سونگھنے کی کوشش کرے البتہ اگر دو معتبر آدمی اپنی مرضی سے آکر اسے اطلاع دیں کہ فلاں مکان میں شراب بنائی جا رہی ہے تو اس صورت میں وہ دست اندازی کا مجاز ہے۔

ارتکاب جرم کا پتہ لگ جانے کے بعد محتسب کو چاہیئے کہ وہ ارتکاب کرنے والے پر اچھی طرح واضح کر دے کہ اس کا فعل غلط ہے اس لئے کہ ممکن ہے ارتکاب کرنے والے کو علم ہی نہ ہو کہ فلاں کام کرنا غلط ہے۔ مثلاً محتسب نے کسی دیہاتی کو دیکھا کہ وہ تعدیل ارکان کے بغیر نماز پڑھ رہا ہے۔ نہ صحیح طور پر رکوع کرتا ہے اور نہ سجدہ۔ تو محتسب کا فرض ہے کہ اسے نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ بتائے۔ اُس صورت میں اسے نرمی و ملاطفت کے ساتھ یہ کام کرنا ہوگا۔ کسی قسم کی سختی یا درشتی اختیار کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ دراصل مقصد تو اصلاح کرنا ہے نا کہ کسی کو سزا دینا۔ یا مجرم گردانا۔ البتہ اگر محتسب یہ محسوس کرے کہ بُرائی کرنے والا بُرائی کو بُرائی سمجھتے ہوئے اس کا مرتکب ہو رہا ہے یا وہ عادی مجرم ہے۔ اس صورت میں بھی اسے چاہیئے کہ وہ اسے محبت و شفقت سے سمجھائے بجھائے۔ اسے نصیحت کرے اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل میں پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ بزرگان دین اور صلحائے امت کے حالات سنا کر اسے برائی سے متنفر اور نیکی کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن اگر اس کے باوجود مجرم اپنی اصلاح نہ کرے اور اس کے عمل میں کسی قسم کا تغیر رونما نہ ہو تو پھر محتسب اسے سخت سست کہہ سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی وہ فحش کلامی یا دشنام طرازی سے احتراز کرے اگر نصیحت اور سختی بے اثر ثابت ہو تو پھر وہ اپنی قوت اور اختیارات استعمال کر سکتا ہے۔ مثلاً شراب کے مٹکوں کو توڑ دے۔ سازوں کو بیکار کر دے اور اگر کسی کے بدن پر حریر کا لباس ہے تو بالجبر اس کا لباس اتروا لے یا اگر وہ کسی دوسرے کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کئے ہوئے ہے تو اسے بزور وہاں سے بے دخل کر دے۔ اگر اس کے بعد بھی محتسب کو معلوم ہو کہ اس نے پھر شراب پی ہے یا کسی ایسے منکر کا مرتکب ہوا ہے تو اسے دھمکی دے سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ اقدام بھی ناکافی ثابت ہو تو اس شخص کو تازیانوں سے مار سکتا ہے مگر کوئی ہتھیار استعمال نہیں کر سکتا البتہ اگر محتسب یہ محسوس کرنے لگے کہ مجرم کے بہت سے اعوان و انصار ہیں جو فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جس سے ملکی نظام میں اختلال واقع ہونے کا امکان ہے تو بہتر ہے کہ وہ حاکم اعلیٰ سے ہتھیار استعمال کرنے کی اجازت طلب کرے۔ اور اجازت ملنے پر اپنے اعوان و انصار کی مدد سے اس فتنہ کا مکمل طور پر استیصال کرے۔

محتسب کو یہ بھی اختیار ہے کہ بوقت ضرورت عدالتی کارروائی کے بغیر بھی وہ مجرموں کی تشہیر کرے انہیں گلیوں میں پھرائے۔ غلط باٹ یا پیمانے اور ناقص مال ضبط کر لے۔ کسی بددیانت تاجر کو کاروبار سے روک دے اور بار بار تنبیہ کرنے کے باوجود اگر وہ اپنی اصلاح نہ کرے تو اسے شہر بدر کر دے۔

(دی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۳ صفحہ ۱۹۷۱ء LEIDEN)

محکمہ احتساب کے باقاعدہ قیام کا علم المامون کے دورِ حکومت سے ہوتا ہے

بعد ازاں شرق و غرب کے بیشتر مسلمان علاقوں میں اس محکمہ کے قیام کے ثبوت ملتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بعد میں تو محتسب کا عہدہ مسلم ممالک کی انتظامیہ کا جزو لاینفک بن گیا سلطنت عثمانیہ میں بھی یہ محکمہ اپنے لوازمات کے ساتھ قائم رکھا گیا بلکہ منڈیوں اور بازاروں کی نگرانی کے ساتھ ساتھ محتسب کو ٹیکس عائد کرنے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی حکومت کے واجبات بھی محکمہ احتساب کا عملہ ہی وصول کرتا تھا۔ اس کے علاوہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ عوام کے اخلاق کی نگرانی۔ مساجد اور مقابر کی دیکھ بھال بھی محتسب کے ذمہ تھی۔

سلطنت عثمانیہ میں احتساب کے اولین ضوابط سلطان بایزید کے عہدِ حکومت (۱۸۸۶ء - ۱۹۱۸ء) میں وضع کئے گئے اس کے بعد سلطان سلیم اوّل۔ سلیمان اوّل۔ سلیم دوم مراد سوم۔ مراد چہارم۔ محمد چہارم کے عہد میں ان میں اضافے کئے جاتے رہے اور موقعہ بموقعہ جزوی تبدیلیاں بھی ہوتی رہیں سلطنت عثمانیہ میں ۱۸۵۴ء تک محکمہ احتساب کسی نہ کسی شکل میں باقی رہا۔ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام صفحہ ۱۸۹)

خلافت عباسیہ کے بعد ایران میں جو حکومتیں برسر اقتدار آئیں انہوں نے بھی محکمہ احتساب کو برقرار رکھا اور ان ادوار میں بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ اخلاق عامہ اور مذہبی فرائض کی نگرانی پر محتسب کو بدستور مامور رکھا گیا۔ عوام کی ضروریات کا خیال رکھنا غلاموں اور باربرداری کے جانوروں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا ..... سوداگروں اور اہلِ حرفہ کی نگرانی بھی محتسب ہی کے ذمہ تھی

محتسب عام طور پر دینی جماعت کا فرد ہوتا تھا۔ محتسب میں علم۔ عدل۔ ورع۔ حسن اخلاق اور تدبر کا ہونا ضروری سمجھا جاتا تھا ہر شہر اور ہر قریہ میں محتسب مقرر تھے جو مملکت کے محتسب اعلیٰ (جسے محتسب الممالک بھی کہا جاتا تھا) کے ماتحت فرائض مفوضہ سرانجام دیتے تھے یہ سلسلہ بیسویں صدی کے اوائل تک جاری رہا لیکن رضا شاہ پہلوی نے جب جدید عدالتیں قائم کیں تو اکثر امور جو عدالتوں کی تولیت میں دے دیئے گئے

(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۴۹۱)

برصغیر پاک و ہند کے اکثر مسلمان حکمرانوں نے اپنے دورِ حکومت میں احتساب کا نظام قائم رکھا ان میں قابلِ ذکر غیاث الدین بلبن (۶۶۴ھ - ۶۸۶ھ) فیروز شاہ تغلق (۷۵۲ھ - ۷۹۰ھ) سکندر لودھی (۸۹۴ - ۹۲۳ھ) اورنگ زیب عالمگیر ہیں۔ غیاث الدین بلبن ایک اچھی حکومت کے لئے محکمہ احتساب ضروری سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے دورِ حکومت میں چھوٹے چھوٹے قریوں میں بھی جہاں دو چار سو مسلمانوں کی آبادی ہوتی قاضی اور محتسب مقرر کر رکھے تھے۔ یہی حال سلطان علاؤ الدین خلجی کا تھا وہ ہمیشہ اس بات کا کوشاں رہتا کہ اس کی مملکت میں اخلاقِ حسنہ کو فروغ حاصل ہو، اور لوگ منہیات سے پرہیز کریں اس مقصد کے لئے اس نے مملکت کے گوشے گوشے میں محتسب مقرر کر رکھے تھے اس کا مشیر خاص اور فیروز شاہ کے دور میں ملتان کا گورنر عین الملک عبداللہ بن ماہرو نے اپنے ایک مکتوب میں احتساب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

"قرآن حکیم پر غور و عمل کرنا۔ اور اس کے معانی پر تدبر خواص کا حق ہے لیکن عوام جنمیں خوفِ خدا (عموماً) نہیں ہوتا۔ اگر انہیں بادشاہوں اور والیوں کا خوف بھی نہ ہو تو ان کے درمیان قتل و غارت گری پھیل جائے گی اور لوگوں کی آبرو جان اور مال تباہ ہو جائیں گے چونکہ طبائع پر فسق و فجور اور خواہشات نفسانی کا غلبہ ہوا کرتا ہے اس لئے کسی روک ٹوک کرنے والے کا وجود ضروری ہے تاکہ معاشرہ میں اصلاح و فلاح کا دور دورہ ہو۔ اور معاشرہ شریعت کی منشاء کے مطابق زندگی گزارے مذکورہ بالا اصول کی روشنی میں خطۂ ملتان کا احتساب فلاں شخص کے سپرد کیا گیا ہے تاکہ وہ اس کارِ خیر کو انجام دیں۔ دینی امور کو قائم کریں اور شریعت و عدالت کے جادۂ مستقیم پر خود بھی گامزن رہیں اور دوسروں کو بھی گامزن کریں اور اگر کوئی جماعت جادۂ شریعت سے منحرف ہونے لگے تو اس کے خلاف سخت ترین اقدام کریں اور اسے اس طرح کے فاسد اعمال سے روکیں۔

یہی طریق کار محمد تغلق کا تھا وہ شرعی امور میں معمولی سے تساہل کو بھی برداشت نہ کرتا تھا۔

مغلوں کے عہدِ حکومت میں احتساب کا وہ زور تو نہ رہا جو اس سے پہلے تھا۔ البتہ اورنگ زیب عالمگیر سختی سے شریعت کا پابند تھا اور اس نے مملکت محروسہ میں پوری دیانتداری سے شرعی قوانین نافذ کئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محکمہ احتساب کا اہتمام کیا اور شراب نوشی افیون اور دیگر منشیات کے استعمال کرنے والوں کے لئے سزائیں مقرر کیں۔

(عین الملک عبداللہ بن ماہرو۔ انشاء ماہرو۔ مکتوب (۷) : ۸)

بعد میں مغل حکمرانوں نے احتساب کا محکمہ ختم کر دیا اور اس کی بجائے کوتوال مقرر کیا اور محتسب کے جملہ فرائض کی بجا آوری کا ذمہ دار کوتوال کو بنا دیا گیا۔ کوتوال ایک قسم کا دنیوی منصب تھا اور یہ پولیس سے ملتا جلتا تھا جبکہ محتسب کو صرف ان امور سے سروکار تھا جو شرعی قوانین کی ذیل میں آتے ہیں۔ یہ انتظام مسلمانان ہند کی مذہبی اور معاشرتی زندگی کے لئے تباہ کن اور آخر میں ان کی حکومت کے لئے مہلک ثابت ہوا۔

(دی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۳ : ۴۹۲ - ۱۹۷۱ LEIDEN)

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ دور نبوی اور خلافت راشدہ کے زمانہ میں بھی محکمہ احتساب اور محتسب موجود تھا یا نہیں۔ لیکن اغلب خیال یہ ہے کہ یہ دور چونکہ بالواسطہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ہر مسلمان بجا لا رہا تھا اور اکثریت ایسی تھی جو معروف پر عامل تھی اور منکر کا وجود کالعدم تھا۔ اس لئے اس محکمہ یا عہدہ کی ضرورت محسوس نہ کی گئی ہو۔ یا اگر اس قسم کا محکمہ یا عہدہ موجود بھی ہو تو نمایاں نہ ہو سکا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خدا تعالیٰ کی معرفت میسر تھی۔ انہوں نے سچ مچ خدا تعالیٰ کو دیکھ لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سمعنا واطعنا کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور وہ جاں نثاری اور فدائیت کے پیکر تھے اور وہ حق و صداقت کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کو بھی ہیچ خیال کرتے تھے وہ پوری طرح قال اللہ اور قال الرسول پر عامل تھے۔ دنیا اس بات کی گواہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین مخاطب جنہوں نے عظیم الشان قدرتوں والا خدا دیکھا تھا۔ دین و دنیا میں کامیاب اور فائز المرام ہوئے انہوں نے قرآن کریم کے ہر لفظ پر عمل کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پوری طرح پیروی کی انہوں نے اسلام کے ہر حکم پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا دین و دنیا کی کامیابیوں نے آگے بڑھ ان کا استقبال کیا۔ وہ اپنے محتسب اور اپنے محاسب آپ تھے اور حاسبوا قبل ان تحاسبوا ان کا شعار تھا۔ اور آج کے دور میں بھی کامیابی و کامرانی اسی میں ہے کہ حکمت اور موعظہ حسنہ کو اپنایا جائے اسلامی تعلیم کے روشن پہلو اجاگر کئے جائیں۔ دلوں کو فتح کیا جائے نرمی محبت ملاطفت اور بڑے پیار کے ساتھ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء راشدین صحابہ کرام رضؓ کی زبان میں زبردست تاثیر تھی ان کے اخلاق میں غیر معمولی جذب و کشش تھی وہ ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ اپنے اندر رکھتے تھے۔ جنگ قادسیہ میں ایک ایرانی امیر ہو کر آیا تو مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق و اوصاف کو دیکھ کر بے ساختہ کہنے لگا۔

"جب تم میں یہ اوصاف موجود ہیں تم شکست نہیں کھا سکتے اب مجھے ایرانیوں سے کچھ مطلب نہیں"

(تاریخ طبری صہ ۲۲)

اور اب بھی بانی سلسلہ احمدیہ کے زریں الفاظ میں۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آرامیوں کو اس کے ظہور کے لئے کھو نہ دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی ہے۔ مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے"

(فتح اسلام صہ ۱۵)

اسلام کے معنے ہی امن و سلامتی اور عافیت کے ہیں اور ہر وہ شخص جو اسلام کا داعی ہے اس میں امن و محبت۔ عافیت کوشی۔ صلح جوئی۔ نرمی اور ملاطفت کے عناصر کا ہونا لازمی ہے۔ اپنے عملی نمونہ سے مشفقانہ دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف اس کا شعار ہونا چاہیئے جیسا کہ قرون اولیٰ میں مسلمانوں کا شعار تھا بنو امیہ کے کم و بیش پچاس سال بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ اموی خلفاء میں نمایاں حیثیت کے حامل تھے بنو امیہ نے جزیہ کی رقم کے لالچ میں اسلامی سلطنت میں اصلاح و ارشاد کی طرف کماحقہٗ توجہ نہ دی تھی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس طرف توجہ فرمائی اور غیر مسلم کثرت کے ساتھ اسلام لانے لگے۔ جس کی وجہ سے حکومت کے مالی توازن پر اثر پڑا جب اہل کاران سلطنت نے آپکو اس کی طرف توجہ دلائی اور تشویش کا اظہار کیا تو حضرت عمرؒ نے فرمایا "کہ یہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا عین مقصد ہے ایک دوسرے عہدہ دار کو لکھا کہ مجھے اس سے بڑی خوشی ہوگی کہ سارے غیر مسلم اسلام قبول کریں اور جزیہ بند ہو جانے کی وجہ سے ہم تم دونوں محنت مزدوری سے اپنا پیٹ بھریں۔

صحابہؓ کے بعد تابعین کی ایک سربرآوردہ جماعت کے علماء نے اصلاح احوال میں بڑی کاوش کی اور اپنے عملی نمونہ سے لوگوں پر اثر انداز ہوئے۔ حضرت حسن بصریؒ اس دور کے درخشندہ ستارے ہیں آپ نے صحابہ کرام رضؓ کا دور اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور ان کی صحبت سے فیض اٹھایا تھا۔ ان کی زبان میں تاثیر تھی۔ لوگ ان کی دلپذیر تقریروں اور حسن عمل سے متاثر ہو کر بری زندگی سے تائب ہوئے وہ اپنی تقریروں میں جہاں تربیت کے پہلو کو مدنظر رکھتے وہاں غیر مسلموں کو دین اور ایمان کی دعوت بڑے دلنشیں پیرایہ میں دیتے۔

حضرت حسن بصریؒ کے بائیس ۲۲ برس بعد امویوں کی بجائے عباسی دور میں مادہ پرستی زور پکڑ گئی دولت کی فراوانی اور غیر ملکوں کی مادہ پرست شخصیتوں کے اختلاط سے تمدن کی خرابیاں اور بے اعتدالیاں شروع ہو گئیں مادیت کے اس متلاطم سمندر میں یہ بزرگان و داعیان اسلام گویا محفوظ جزیرے تھے۔ جہاں ڈوبنے والے پناہ لیتے تھے اگر خلفاء اور امراء کا قبضہ جسموں پر تھا تو ان پاک لوگوں کی حکومت دلوں اور دماغوں پر تھی۔

چنانچہ لکھا ہے کہ ہارون الرشید رقہ میں مقیم تھا امام الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی شہر میں آمد ہوئی۔ اور اہالیان شہر نے ٹوٹ کر ان کا استقبال کیا۔ خلیفہ کی ایک کنیز نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگی۔ بادشاہی تو یہ ہے۔ ہارون کی بادشاہی کیسی کہ لوگ بغیر پولیس اور اہل کاروں کے اکٹھا کرنے کے آتے ہی نہیں۔

پانچویں صدی کے وسط میں امام غزالیؒ نے اپنے زور قلم سے سلاطین امراء اور علمائے وقت کو جھنجوڑا۔ انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے مضامین لکھے آپ کی تصانیف میں سے ایک بے نظیر تصنیف احیاء العلوم ہے اس میں آپ فرماتے ہیں

"طمع دنیا نے علمائے زمانہ کی زبانیں گنگ کر رکھی ہیں اور وہ خاموش ہیں اگر بولتے ہیں تو ان کے اقوال و حالات میں مطابقت نہیں ہوتی۔ اس لئے کوئی اثر نہیں ہوتا اگر آج بھی وہ خلوص و صداقت سے کام لیں اور علم کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں تو ان کو ضرور کامیابی ہوگی کیونکہ رعیت کی خرابی سلطان کی خرابی کا نتیجہ ہے اور سلاطین کی خرابی کی وجہ دولت اور جاہ کی محبت کا غلبہ ہے اور جس پر دنیا کی محبت غالب آجائے وہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں پر بھی احتساب اور روک ٹوک نہیں کر سکتا چہ جائیکہ سلاطین و اکابر پر۔

(احیاء العلوم صہ ۳۱۲)

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ (۴۷۰ھ) اور علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی (۵۰۸ھ) نے پانچویں اور چھٹی ہجری میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا۔ شیخ عمر کیانی لکھتے ہیں۔

"سید عبدالقادر جیلانیؒ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں یہودی اور عیسائی اسلام قبول نہ کرتے ہوں اور رہزن خونی اور جرائم پیشہ توبہ سے مشرف نہ ہوتے ہوں اور فاسد العقائد اپنے عقائد سے توبہ نہ کرتے ہوں"

(قلائد الجواہر)

علامہ عبدالرحمٰن جوزی کا وعظ اس قدر مقبول تھا کہ بعض اوقات حاضرین کی مجلس میں ایک ایک لاکھ آدمی شمار کئے گئے۔ دس پندرہ ہزار تو کسی طرح کم نہ ہوتے تھے۔ بیس ہزار یہودی اور عیسائی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

علماء۔ فقہاء۔ فقراء و صوفیاء نے اپنے نیک اثر اخلاق حسنہ نرمی ملاطفت محبت احسان اور عملی نمونہ سے لوگوں کی تعلیم و تربیت کی۔ چنانچہ سلطان نورالدین کو جب ۵۵۸ھ میں الاکراد کے معرکہ میں جو بقیعہ کے معرکہ کے نام سے مشہور ہے عیسائیوں کے اچانک حملہ کی وجہ سے شکست ہوئی تو اس نے دارالحکومت جانے سے انکار کر دیا اور قسم کھائی کہ جب تک اسلام کے دشمن سے انتقام نہ لوں گا کسی چھت کے نیچے نہیں سوؤں گا۔ خزانہ پر جنگ کا بوجھ تھا وزراء نے مشورہ دیا کہ وظائف سردست بند کر دیئے جائیں لیکن اس نے کہا فقراء۔ فقہا اور صوفیاء کو سب وظائف بدستور دیئے جاتے رہیں۔ اور ان سب کو اس نے دشمن کی سرحد کے قریب اپنے خیموں سے دعا کے لئے خطوط لکھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان بزرگوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر درد و رقت کے ساتھ دعائیں کیں اور لوگوں کے اجتماع میں رو رو کر یہ خطوط پڑھ کر سنائے اور دعا کی تحریک کی لوگوں میں جوش پیدا ہو گیا اور سلطان نورالدین کو فتح حاصل ہوئی۔

سلطان صلاح الدین ایوبی ایک جری سپاہی اور مخلص مبلغ اسلام تھا۔ نوادر السلطانیہ میں لکھا ہے۔

"میدان جنگ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی کیفیت ایک ایسی غمزدہ ماں کی سی ہوتی تھی جس نے اپنے اکلوتے بچے کا داغ اٹھایا ہو وہ ایک صف سے دوسری صف تک گھوڑے پر دوڑتے پھرتے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے خود ساری فوج میں گشت کرتے اور پکارتے پھرتے

یَا لَلاِ سلام

(یعنی اے اسلام کا درد رکھنے والو اسلام کی مدد کو پہنچو) اور سلطان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے"

(نوادر السلطانیہ صفحہ ۱۵۵)

یہ قصہ طولانی ہے ع

سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے۔

مختصر یہ کہ یہ داعیانِ اسلام اور پاکباز مسلمان ہر طبقہ میں سے تھے بادشاہ بھی تھے اور فقیر بھی گوشہ نشین صوفیاء بھی تھے اور خانقاہوں میں رہنے والے مست الست مجذوب بھی۔ ملک ملک گھومنے والے تاجر بھی تھے باجبروت آقا بھی اور بے نوا غلام بھی تھے۔ قارون کے خزانے لٹانے والے امیر تھے اور فاقہ مست غریب بھی تھے۔ لیکن ان سب میں ایک جوش تھا ایک جذبہ تھا لگن تھی تڑپ تھی کہ عالم اسلام تابندہ ہو اور مسلمان معزز اور موقر ہوں وہ یہ چاہتے تھے کہ اپنے قول و فعل سے اپنی قربانیوں اپنے ایثار اور اپنے مثالی کردار سے ظلمت کدۂ عالم کو نورِ اسلام سے منور کر دیں مکارم اخلاق پر لوگ فائز ہو جائیں ان میں دیانت تھی امانت تھی خوفِ خدا تھا تقویٰ تھا ہمدردیٔ مخلوق تھی اعلیٰ اخلاق تھے اور وہ ابھی زبان ہلا بھی نہ پاتے تھے کہ لوگ ان کے حسن اخلاق کے باعث گرویدہ ہو جاتے تھے۔ ان کے نزدیک کوئی انسان حقیر نہ تھا وہ مساوات محمدی کے قائل تھے ان کے نزدیک ہر جان قابلِ عزت و احترام تھی وہ دلوں کو فتح کرتے تھے اور جب دل فتح ہو جائیں تو باقی رہ کیا جاتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

نمایاں کامیابی

خاکسار کی بیٹی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک علمی اعزاز ملا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ ٹیلی ویژن کے پروگرام "سارے دوست ہمارے" میں اعلان کیا گیا تھا کہ جو بچے اوّل، دوم اور سوم جماعتوں کے سالانہ امتحانات میں اوّل آئیں گے ان کو گولڈ میڈل دیئے جائیں گے۔ پروگرام میں بچوں کو اپنے کوائف بھیجنے کو کہا گیا۔ میری بیٹی فائزہ بشیر جو اس وقت چھٹی جماعت میں زیر تعلیم ہے وہ اوّل، دوم، سوم جماعتوں میں مسلسل اوّل آتی رہی تھی۔ چنانچہ اس نے یہ تفصیل ٹیلی ویژن والوں کو روانہ کر دی۔ نتیجہ کا اعلان ہوا تو پتہ چلا کہ میری بیٹی فائزہ بشیر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان بھر سے بھیجے گئے ناموں میں دوسرے نمبر پر آئی ہے ٹیلی ویژن والوں نے بعد ازاں اپنے اعلان میں یہ تبدیلی کی کہ اوّل آنے والے بچے کو گولڈ میڈل اور دیگر پانچ بچوں کو سلور کپ دیئے جائیں گے۔ چنانچہ دوسرے نمبر پر آنے کی وجہ سے میری بیٹی سلور کپ کی مستحق قرار پائی اس کے حاصل کردہ نمبروں کی اوسط ۹۴ء۸۸ فیصد رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

احباب سے بچی کی نمایاں تعلیمی کے لئے دعا کی درخواست ہے

(خواجہ بشیر احمد راولپنڈی)

اعلانِ ولادت

۹ جون ۱۹۸۱ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم منور احمد صاحب قائد مقامی و نائب قائد ضلع نواب شاہ کو ایک بچی اور تین بچوں کے بعد دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت "امۃ الحیٔ" نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بچی کو نیک صالحہ خادمہ دین اور والدین کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین۔

نومولودہ مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب کی پوتی اور چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم شہداد پور (سانگھڑ) کی نواسی ہے۔

مکرم منور احمد صاحب آجکل گردہ میں تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔ ان کے لیے بھی احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا کرے۔ آمین۔

گیانی عباد اللہ
مینیجر الفضل ربوہ

درخواست ہائے دعا

(۱) ماہ رمضان سے پانچ یوم قبل سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے خاکسار شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اندرونی چوٹوں کی وجہ سے شدید درد ہے۔ پاؤں کے انگوٹھے۔ کولہے۔ سینے۔ کندھے میں تکلیف ہے۔ نیز میرے بہنوئی شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے شدید بیمار ہیں۔ ماہ رمضان کے بابرکت مہینے میں تمام بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ ہم دونوں کی صحتیابی کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔ (شیخ مبارک احمد۔ منڈی مریدکے)

(۲) میری صحت کافی عرصہ سے پیچش اور دیگر عوارض کی وجہ سے ناساز ہے۔ کمزوری بہت ہے جس کی وجہ سے کافی پریشانی ہے۔ جملہ احباب سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

(فضل احمد شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ مظفر آباد۔ آزاد کشمیر)

(۳) میری ہمشیرہ مسعودہ منصور احمد مغربی جرمنی میں اچانک دل کی تکلیف سے بیمار ہو گئی تھی اور اب ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ قدرے افاقہ ہے۔

(۴) میرا چھوٹا بھائی شیخ حمید احمد رشید منیجر سیکیورٹی پی آئی اے۔ اچانک بلڈ پریشر سے بیمار رہا ہے۔ اور کمزوری اور نقاہت ہے۔

(۵) خاکسار اور والدہ محترمہ (بیگم شیخ مسعود احمد رشید گلگتی) مسلسل بیماری کی وجہ سے کمزور ہو گئے احباب ہم سب کی کاملہ و عاجلہ صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(شیخ جمیل احمد رشید ریونیو آفیسر واپڈا۔ لاہور)

(۶) محترم میاں بشیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ علی پور چٹھہ کا گذشتہ سال گردہ کا آپریشن ہوا تھا۔ اور وہ صحت یاب ہو گئے تھے۔ لیکن اب دوبارہ انہیں درد گردہ کی تکلیف ہو گئی ہے۔ احباب ان کی کاملہ و عاجلہ صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں۔

(نصیر احمد اعوان۔ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ)

(۷) خاکسار کو کھانسی کی سخت تکلیف ہے۔ باوجود کافی علاج کے کوئی آرام نہیں آیا۔ نیز میرا بھتیجا کرامت اللہ مرزا بیمار رہتا ہے احباب ہماری کاملہ و عاجلہ صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد شریف دارالمطالعہ خیابان سہروردی ۱۰۱/۶-۶-/D.C اسلام آباد)

وقفِ زندگی اور انصار اللہ

سیدنا حضرت مصلح موعود نے جماعت میں ذیلی تنظیموں کا قیام فرما کر جہاں ہر عمر کے احمدی کے لئے تربیت کے بہترین مواقع بہم پہنچائے ہیں وہاں جماعت کی ہر تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے بھی ان تنظیموں کو مکلف فرما دیا ہے۔ اسی لئے ہمارے موجودہ امام عالی مقام ایدہ اللہ نے انصار کو خطاب فرمایا:۔

"میں حکم دیتا ہوں کہ انصار اللہ اپنی تنظیم کے لحاظ سے جماعتوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔" (خطبہ جمعہ ۲۵ اکتوبر ۶۸ء)

وقفِ زندگی تحریک جدید کا آٹھواں مطالبہ ہے اور ظاہر ہے کہ انصار اپنی عمر کے لحاظ سے بچوں اور نوجوانوں کو اس مقدس راستے پر ڈالنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ آج کل جامعہ احمدیہ میں واقفین کو داخلہ کی دعوت منجانب مکرم وکیل الدیوان صاحب تحریک جدید دی جا رہی ہے۔ انصار بھائیوں کا فرض ہے کہ اس اہم کام میں مرکز سے تعاون فرمائیں۔ جامعہ احمدیہ میں کیسے بچے مطلوب ہیں؟ ان کے معیار کی حسب ذیل تفصیل مدنظر رکھی جائے:۔

(۱) وہ ذہین اور مخلص بچے جنہوں نے میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہو۔ لیکن سیکنڈ ڈویژن والے بھی عند الضرورت زیر غور آ سکتے ہیں۔ وہ بھی اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں۔ عمر ۱۷ سال سے زیادہ نہ ہو۔ درخواستیں دفتر وکیل الدیوان تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ میں پہنچا دی جائیں۔

(۲) اس قسم کی درخواستیں امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے آنی چاہئیں۔

(۳) امیدواران کو پہلے انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا۔

ان تمام مراحل کے طے ہونے پر وقف اور داخلہ کی منظوری کا معاملہ حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے انصار اللہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو خدمتِ دین کے لئے تیار کریں اور اپنی مساعی سے محترم صدر صاحب انصار اللہ مرکزیہ کو بھی مطلع کرتے رہیں تاکہ تعاون کرنے والوں کے لئے دعا بھی ہوتی رہے۔

(قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ :- خطبہ جمعہ کا ملخص

روزے کا ترک کرنا ایمان کی ایک بنیاد کو گرا دینا ہے آپ نے بعد ازاں روزے کے فضائل بیان کرتے ہوئے بعض احادیث پڑھ کر سنائیں اور بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس ماہ میں شیطان کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے اور رحمت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ رمضان کے مہینے میں جو نیکی کی جائے اس کا اجر کئی گنا بڑھ کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں خود اس کا اجر ہوں۔

محترم مولانا موصوف نے آخر میں دعا کی اللہ تعالیٰ سب کو ایمان اور احتساب کیساتھ روزے رکھنے کی توفیق دے۔ آپ نے احباب کو تلقین فرمائی کہ سیدنا حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی کے لیے خاص طور پر اس ماہ میں دعائیں جاری رکھیں۔

محترمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم صوفی غلام محمد صاحب وفات پا گئیں

مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال (خرچ) کی صاحبزادی محترمہ طیبہ صدیقہ اہلیہ مکرم چوہدری عزیز فضل اللہ صاحب پرچیز آفیسر شاہ تاج شوگر ملز لمیٹڈ مورخہ ۱۵ جولائی ۸۱ء بروز بدھ ۱۰ بجے رات، فضل عمر ہسپتال ربوہ میں انتقال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

آپ قریباً پندرہ سال نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ میں بطور معلمہ خدمات انجام دیتی رہیں اور قریباً چار سال سے گورنمنٹ دبیرستان فاطمۃ الزہرا ہائی سکول گجرات میں ہیڈ مسٹرس چلی آ رہی تھیں۔ جلسہ سالانہ سے قبل بیمار ہوئیں اور اس وقت سے اپنے بھائی مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد وکیل المال (ثانی) کے پاس تھیں۔ جون کے آخر میں بیماری میں یکدم شدت آ گئی اور فضل عمر ہسپتال میں داخل کروانا پڑا۔ جہاں ہر طرح کا علاج کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا اور اس کے حضور حاضر ہو گئیں۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ اگلے روز ۱۶ جولائی کو بعد نماز ظہر احاطہ مسجد مبارک میں محترم صوفی غلام محمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

مرحومہ بہت نیک۔ صالح۔ ہمدرد خلائق۔ اعلیٰ منتظم اور اپنے فرائض کی تندہی میں بہت مستعد تھیں سلسلہ کے لئے بہت درد رکھنے والی تھیں اور اعلیٰ اخلاق اور حسن سلوک کی وجہ سے اپنے اور بیگانے ان سے بہت متاثر تھے۔ ان کی توجہ اور محنت سے سکول کا نتیجہ ۱۰۰ ٪ نکلتا رہا ہے۔ احباب سے مرحومہ کی بلندی درجات اور عزیز و اقارب کو صبر کی توفیق کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

آٹھویں مرحلہ کی اہمیت

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی ادائیگیوں کا آٹھواں مرحلہ شروع ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ کے تمام امراء چاہے وہ کسی ملک سے تعلق رکھتے ہوں اس مرحلہ کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس پیغام کو مدنظر رکھیں۔ فرمایا :-

"غرض کچھ کام ہو چکے ہیں، کچھ زیر تکمیل ہیں اور کچھ آئندہ کرنے ہیں۔ یہ سب آپ سے مالی قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ میں اپنے پیارے بھائیوں اور بہنوں سے اس پیغام کے ذریعہ یہ خواہش رکھتا ہوں کہ مالی قربانیوں کے آٹھویں مرحلہ میں وہ پچھلے تمام مراحل سے نمایاں طور پر زیادہ مالی قربانیاں پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔"

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

درخواست دعا

میرے بیٹے عطاء العزیز احمد عمر چار سال کی دائیں آنکھ میں کھجور کا نوکیلا پتہ لگنے سے زخم آ گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بینائی معطل ہو گئی ہے۔ علاج جاری ہے۔ جملہ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے جلد شفا بخشے۔

(محمد اعظم اکسیر۔ مربی سلسلہ احمدیہ۔ باغبانپورہ۔ گوجرانوالہ)

نصرت جہاں کے واقفین توجہ فرمائیں

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ امسال بھی اپنی روایتی شان کے ساتھ مرکز سلسلہ ربوہ میں ۱۰ اگست تا ۲۵ اگست تعلیم القرآن کلاس کا اجرا ہو رہا ہے۔ اس کلاس کے پروگرام میں علم قرآن۔ علم حدیث۔ علم فقہ اور علم کلام حضرت اقدس کے روح پرور اور پر مغز خزائن سے نئی نسل کو روشناس کرانا شامل ہے۔

مجلس نصرت جہاں کے تمام واقفین کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے۔ کہ اس کلاس میں شامل ہوں اور دنیوی علوم کے ساتھ علم دین بھی حاصل کر کے دنیا کے لئے نافع الناس وجود بنیں تا غلبۂ اسلام کی مہم کو سر کرنے کے لیے جن مجاہدین کی ضرورت ہے علوم ظاہری و باطنی ان کا طرۂ امتیاز ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔

نوٹ : اپنی آمد کی اطلاع دفتر میں بھی دیں۔

(سیکرٹری نصرت جہاں ربوہ)

مجلس مذاکرہ اور پکنک

جماعت احمدیہ قمر آباد ضلع نواب شاہ (سندھ) کے زیر اہتمام ۸ بجے بعد از نماز مغرب ایک تبلیغی مجلس زیر صدارت محترم مولوی غلام باری صاحب سیف منعقد ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد مہمانان کرام کا تعارف کروایا گیا۔ اس کے بعد محترم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی نے خطاب فرمایا جس میں انہوں نے بڑے احسن پیرایہ میں جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کئے۔ اس کے بعد محترم مولوی غلام باری صاحب سیف نے خطاب فرمایا۔ آپ نے صحابہ کرام اور مبلغین کی قربانیوں کا ذکر فرمایا پھر اس کے ذریعہ جو تغیر رونما ہوا اس کی وضاحت بھی کی نیز انہوں نے جماعت احمدیہ کی اسلام کے پھیلانے کے لئے خدمات کا ذکر بھی فرمایا۔ دس بجے رات دعا کے ساتھ یہ بابرکت مجلس اختتام کو پہنچی۔ اس مجلس میں ۵۰ سے زائد غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔ آخر میں تمام حاضرین مجلس کی تھانے سے تواضع کی گئی۔ اس سے پہلے ۱۶ جون کو روہڑی کینال پر ایک شاندار پکنک منعقد ہوئی جس میں محترم مولوی غلام باری سیف صاحب اور محترم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی نے شرکت فرمائی اس کے علاوہ اس پکنک میں کچھ غیر از جماعت بھی شریک ہوئے۔

(عمر علی طاہر مربی سلسلہ احمدیہ مقیم قمر آباد (سندھ)

ٹائپسٹ کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں ایک ٹائپسٹ کی اسامی خالی ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے عمدہ ٹائپسٹ کی ضرورت ہے۔ امیدوار اپنی درخواستیں معہ سرٹیفکیٹ نظارت دیوان میں جلد پیش کر دیں تا کہ ان کا ٹسٹ لیا جا سکے۔ تنخواہ کا گریڈ میٹرک پاس کے لئے ۵۰۸-۱۴/۳۴۰-۱۲-۲۸۰ اور گریجوایٹ (تمام مضامین) کے لئے ۶۰۶ - ۱۸/۳۹۰-۱۴-۳۲۰ اور ٹائپ الاؤنس ۳۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مراعات۔ علاج۔ امداد گندم۔ امداد موسم سرما حسب قواعد دی جاتی ہیں۔

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

اکسیر رانی کھیت

3 - 4 مرغیوں کا علاج۔ فی شیشی : 2/50

رانی کھیت روک

75 مرغیوں کے لیے بطور حفظ ماتقدم۔ فی شیشی -/3

مزید تفصیلات کیوریٹو پولٹری گائیڈ سے ملاحظہ فرمائیں۔

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ پاکستان

لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس گولبازار ربوہ فون 6.7 / 6.6

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴